قبائلی علاقہ جات (فاٹا) میں اصلاحاتی کاوش ۲۰۱۶ء:
تاریخ کے تناظر میں

ڈاکٹر الطاف اللہ*

ڈاکٹر شہباز خان**

Abstract

The reform process in the Federally Administered Tribal Areas (FATA) of Pakistan is currently under heated debate. The changing scenario of the region on the one hand and the growing demand of the people of FATA on the other, has compelled the central government not only to introduce reforms in the existing administrative structure and laws related to these areas but also to initiate a comprehensive implementation process in FATA. Although different governments in Pakistan have taken various steps in order to introduce reforms in the tribal belt of the country located along with Pak-Afghan border but due to certain reasons major parts of those reforms could not be implemented yet. Hence, this article is an effort to pinpoint some of the important reform initiatives undertaken by various governments from time to time to bring these areas into the national politics. The piece, however, analyses especially the recently introduced reform package i.e., the Recommendations of the FATA Reforms Committee of August 2017.

---

* ریسرچ فیلو، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت پاکستان، قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، پاکستان سٹڈی سنٹر، یونیورسٹی آف پشاور۔

تعارف

۲۷ ہزار دو سو بیس(27220) کلومیٹر پر محیط فاٹا در اصل سات قبائلی ایجنسیوں یعنی باجوڑ، مہمند، خیبر، کرم، اورکزئی، شمالی وزیرستان اور جنوبی وزیرستان اور چھ فرنٹیئر ریجنز پر مشتمل ہے۔۱ فرنٹیئر ریجنز یا سرحدی علاقے درج ذیل ہیں، ایف آر بنوں، ڈیرہ اسماعیل خان، کوہاٹ، لکی مروت، پشاور اور ٹانک۔ فاٹا میں مختلف پختون قبائل آباد ہیں۔۱۹۹۸ء کی مردم شماری کے مطابق اس خطے کی آبادی3.138ملین ہے تاہم موجودہ طور پر اس کی آبادی 3.5ملین تصور کی جاتی ہے۔۲ عرصہ دراز سے قبائلی علاقے اندرونی طور پر آزاد ہے جبکہ ریاست کی گرفت کمزور اور قبائل کا خلقہ اختیار وسیع ہے۔ ریاستی عملداری نہ ہونے کی وجہ سے قبائلی علاقوں میں قدیم رسم و رواج ہی چلتا آ رہا ہے۔ ان علاقوں سے باہر کی آبادی جہاں ریاستی عملداری قائم ہے وہاں ترقی کا عمل تیز جبکہ قبائلی علاقے ترقی، خوشحالی، تعلیم اور صحت جیسی نعمتوں سے دور ہے۔ حد تو یہ ہے کہ پسماندگی، تعلیم اور ترقی سے دوری کو روایات کا نام دے کر گمراہی پھیلائی جا رہی ہے۔

۱۸۹۳ء میں سرمورٹیمر ڈیورنڈ اور افغانستان کے امیر عبدالرحمٰن کے درمیان ڈیورنڈ لائن کا معاہدہ طے پایا جس سے افغانستان اور ہندوستان کے درمیان۲۶۴۰کلومیٹر لمبی سرحد کا فیصلہ ہوا جس کے بعد سے قبائلی علاقے پہلے ہندوستان اور بعد میں پاکستان کا حصہ بنے۔ مگر ریاستی عملداری ان دونوں ادوار میں بہت کمزور رہی۔ تاریخ کے اوراق سے واضح ہے کہ ان قبائلی علاقوں میں امن و امان برقرار رکھنے اور ان لوگوں کو قابو کرنے کیلئے۱۸۷۳ء میں فرنٹیئر کرائمز ریگولیشن (ایف سی آر) کو نافذ کیا گیا تا کہ تاج برطانیہ کی نظر میں سرکش قبائلیوں پر کنٹرول رکھا جائے تاہم یہ قوانین بناتے وقت قبائلی روایات کے نام پر ظالمانہ شقیں رکھ دی گئیں۔ ان علاقوں میں سیاست پر پابندی لگائی گئی۔ پولیٹکل ایجنٹ علاقے کے بادشاہ سے زیادہ طاقتور تھا۔ حد تو یہ تھی کہ فرد واحد کے جرم کی سزا پورے خاندان اور بعض اوقات پورے قبیلے کو بھگتنا پڑتی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد سے ایف سی آر کے خاتمے کی آواز بلند ہونی شروع ہو گئی مگر رواج ایکٹ آنے تک۷۰ سال گزر گئے اور اب

بھی یہ خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ رواج ایکٹ کا نام نیا تو ہے مگر اس کے نفاذ سے کوئی جوہری تبدیلی آنے کا امکان ہے یا نہیں۔[۳]

فاٹا اصلاحات

وفاق سے بلا واسطہ منسلک قبائلی علاقہ جات یعنی فاٹا جغرافیائی اعتبار سے پورے خطّے کیلئے بالعموم اور پاکستان کیلئے بالخصوص انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ پاکستان بننے کے بعد مختلف حکومتوں نے فاٹا میں اصلاحات لانے کیلئے کوششیں کیں تا کہ ان اصلاحات کو عملی جامہ پہنانے میں تقریباً ہر ایک حکومت کو بوجوہ ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ درج ذیل سطور میں اب تک کئے گئے چند اہم اصلاحاتی کاوشوں کا مختصراً جائزہ لینے کے بعد اس مطالعے کا مرکزی نقطہ اگست ۲۰۱۶ء میں متعارف کئے گئے اصلاحات کا تنقیدی جائزہ لینا ہے۔

نصیر اللہ بابر رپورٹ ۱۹۷۶ء

فاٹا میں اصلاحات متعارف کروانے اور ان علاقوں کو قومی دھارے میں لانے کیلئے ۱۹۷۶ء میں سب سے پہلے سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے جنرل ریٹائرڈ نصیراللہ بابر کی سربراہی میں ایک باقاعدہ کمیٹی تشکیل دی۔ اس کمیٹی کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ فاٹا کو آنے والے انتخابات یعنی ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں این ڈبلیو ایف پی (موجودہ خیبر پختونخوا) کے ساتھ ضم کر کے فاٹا کو سیاسی میدان میں شامل کرنا تھا۔ تا کہ ان علاقوں کے عوام کو سیاسی شعور سے روشناس کیا جا سکے۔ عوام نے اس حکومتِ وقت کی اس اصلاحاتی کاوش کو سراہا اور سیاسی پارٹیوں نے بھی حکومت کے اس قدم کو خراج تحسین پیش کیا۔ اغراض و مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے کمیٹی نے اپنا کام شروع کیا اور مقررہ وقت میں اپنی رپورٹ حکومتِ وقت کو پیش کی۔ لیکن بدقسمتی سے ۱۹۷۷ء میں جنرل ضیاء الحق نے ملک میں مارشل لاء لگایا اور اس طرح یہ رپورٹ فوجی آمریت کی نظر ہو گئی جس کو کمیٹی نے بڑی تگ و دو کے بعد مکمل کر کے حکومت کے حوالے کیا تھا۔[۴]

حق بالغ رائے دہی ایکٹ ۱۹۹۶ء کی فاٹا تک توسیع

پاکستان کے قبائلی علاقہ جات سیاست کے میدان میں شروع دن سے ملک کے باقی حصوں سے الگ تھلگ تھے۔ قبائلی لوگوں کو بالغ رائے دہی جیسے بنیادی جمہوری حق سے محروم رکھا گیا جس کی وجہ سے ان علاقوں میں صحت افزاء سیاسی ترقی پروان نہ چڑھ سکی۔ ابتدائی طور پر ووٹ ڈالنے کا حق مختلف قبائل کے چیدہ چیدہ ملکوں کو حاصل تھا جو سیاسی معاملات اور انتخابی عوامل میں اپنا کردار ادا کرتے تھے۔ ان لوگوں کو قومی اسمبلی میں فاٹا سے سیاسی نمائندوں کو منتخب کرنے کا حق حاصل تھا۔ ان علاقوں کی سیاسی تاریخ سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ ملکی نظام قبائلی عوام اور ریاست کے درمیان فاصلے ختم کرنے کی بجائے فاصلے بڑھانے کا کام سرانجام دیتا رہا۔ اس لیے اس نظام کے ہوتے ہوئے قبائلی عوام میں مزید بے چینی پیدا ہوئی[۵] تاہم ۱۹۹۶ء میں پہلی بار قبائلی عوام کو بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ووٹ ڈالنے کا حق دیا گیا۔ حق بالغ رائے دہی ایکٹ ۱۹۹۶ء کے نفاذ کے بعد قبائلی عوام بلاواسطہ اپنے سیاسی نمائندوں کو قومی اسمبلی میں منتخب کرتے آ رہے ہیں۔[۶]

لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ۲۰۰۱ء کی فاٹا تک توسیع

۲۰۰۲ء میں حکومت نے فاٹا میں بلدیاتی نظام متعارف کیا۔ اور اس طرح قبائلی علاقوں میں اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی کیلئے ایجنسی کونسل کا قیام عمل میں لایا گیا تا کہ ہر ایجنسی میں ترقیاتی اور دوسرے عوامی مسائل کے حل میں فردِ واحد کی بجائے عوام کی رائے شامل ہو اور ہر کونسلر اپنے علاقائی مسائل کی نشاندہی کر کے ان کو حل کرے۔ سابق صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے پاکستان کے شہری علاقوں کی طرح قبائلی علاقوں میں بھی بلدیاتی انتخابات کا اعلان کیا۔ ۲۰۰۲ء کے عام انتخابات کے بعد تمام قبائلی ایجنسیوں میں بلدیاتی انتخابات کا حکم صادر کیا اس کیلئے ہر ایجنسی کو مختلف یونین کونسلوں میں تقسیم کیا گیا اور یوں تمام فاٹا میں ۲۷ اکتوبر ۲۰۰۲ کو بلدیاتی انتخابات کا اعلان کیا گیا۔ ان علاقوں کی تعلیم یافتہ اور باشعور طبقہ نے اسے خوش آئند اقدام قرار دیکر اسکی مکمل تائید کی تاہم پولیٹکل

انتظامیہ کے خوشامدی ٹولے اور تنخواہ دار ملکوں نے اس کی مخالفت شروع کی اور بلدیاتی انتخابات کو قبائل کے خلاف سازش قرار دیا۔ اگرچہ اس نئے متعارف کردہ نظام میں خامیاں موجود تھیں تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حل طلب تھے لیکن اس نظام کی ناکامی میں پولیٹکل انتظامیہ کا بڑا ہاتھ تھا کیونکہ اس نظام کے دوام سے پولیٹکل ایجنٹ کے اختیارات کم ہو کر ناظم اعلیٰ کو منتقل ہونے تھے۔۷

فاٹا قابل دیرپا ترقی کا منصوبہ ۲۰۱۵-۲۰۰۶ء

حکومت پاکستان نے ایک جامع مشاورتی عمل کے بعد فاٹا کی ترقی اور خوشحالی کیلئے دس سالہ ترقیاتی منصوبہ پیش کیا۔ اس منصوبے کے چیدہ چیدہ نکات میں سے فاٹا کیلئے مالیاتی اور اداراتی منصوبہ بندی، تعلیم، صحت، روزگار اور دوسری بنیادی ضروریات کو پورا کرنا مشکل تھا۔۸ اگرچہ آئین کی رو سے یہ علاقے ملک کا حصہ ہیں مگر آئین کے تحت جو حقوق اور مراعات ملک کے دیگر حصوں میں رہنے والے شہریوں کو حاصل ہیں ان سے فاٹا کے لوگ محروم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان علاقوں کے لوگ بنیادی سہولتوں مثلاً تعلیم، صحت، پینے کا صاف پانی، ذرائع روزگار اور علاج معالجے کے شعبوں میں ملک کے دیگر علاقوں میں بسنے والے لوگوں سے بہت پیچھے ہیں۔ ایک سروے کے مطابق ان علاقوں میں مجموعی شرح خواندگی 33.3 جبکہ قومی اوسط58 فیصد ہے۔ مردوں کے مقابلے میں عورتوں میں شرح خواندگی اور بھی کم ہے۔ یہاں بالغ مردوں میں شرح خواندگی45 فیصد جبکہ عورتوں میں صرف7.8 فیصد ہے۔ پرائمری سطح پر سکولوں میں داخلہ حاصل کرنے والے بچوں کی شرح اوسطاً 52 فیصد ہے جبکہ قومی سطح پر یہ شرح اوسطاً65 فیصد ہے۔ ہمارے ملک میں مجموعی طور پر تقریباً ایک چوتھائی یعنی 25 فیصد افراد غربت کی لکیر کے نیچے زندگی گزرا رہے ہیں لیکن فاٹا میں اس کیٹگری میں شامل لوگوں کی تعداد70 فیصد ہے۔۹ تاہم متعارف کرائے گئے اس دس سالہ منصوبے کو دہشتگردی کی وجہ سے عملی جامہ پہنانے میں حکومت بے بس رہی۔

ایف سی آر اصلاحاتی کمیٹی ۲۰۰۵ء

اپریل ۲۰۰۵ء میں صوبہ خیبر پختونخوا کے گورنر خلیل الرحمٰن نے جسٹس ریٹائرڈ میاں محمد اجمل کی سرابراہی میں ایف سی آر اصلاحاتی کمیٹی تشکیل دی جس کا بنیادی مقصد ایف سی آر میں مشاورتی بنیادوں پر ترامیم لا کر اس کو جدید دور کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک غیر متعصب قانون بنانا تھا۔ اس کمیٹی کے چیدہ چیدہ ارکان میں سے ڈاکٹر جاوید حسن (ایم این اے فاٹا)، خالد عزیز(سابق چیف سیکرٹری) ارباب محمد عارف اور منظور احمد (سینئر سول سرونٹس)، سنگ مرجان خان(ریٹائرڈ بیوروکریٹ)،عبدالکریم محسود اور ولی خان آفریدی (وکلاء فاٹا) اور نواب عنایت اللہ (قبائلی ملک) شامل تھے۔۱۰ اس کمیٹی نے چار بڑی سفارشات مرتب کیں۔ (۱) فاٹا میں انتظامی اصلاحات کی جائیں اور اس کے انتظامی ڈھانچے میں تبدیلی لائی جائے۔ (۲) ان علاقوں میں معاشی ترقی کیلئے منصوبہ بندی بروئے کار لائی جائے (۳) عدالتی اصلاحات اور (۴) قانون نافذ کرنے والے اداروں کی تنظیم نو۔ اس کمیٹی کی سفارشات کو جزوی طور پر ہم ۲۰۱۱ء میں فاٹا میں متعارف کی گئی اصلاحات میں مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

پولیٹکل پارٹیز آرڈر ۲۰۰۲ء کی فاٹا تک توسیع ۲۰۱۱ء

سابق صدرِ مملکت آصف علی زرداری نے اگست ۲۰۱۱ء میں فاٹا میں پولیٹکل پارٹیز ایکٹ کے نفاذ کا اعلان کیا۔ اس ایکٹ کے نفاذ کیساتھ وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات میں مختلف سیاسی پارٹیوں نے کھل کر سیاسی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ اگرچہ بعض سیاسی جماعتوں کی جانب سے پہلے بھی فاٹا میں سیاسی سرگرمیاں ہوتی تھیں تاہم اس ایکٹ کے نفاذ کے بعد ان سرگرمیوں کو باقاعدہ آئین و قانون کے مطابق لایا گیا۔ اس طرح فاٹا کے لوگوں کو قومی دھارے میں لانے کیلئے حکومتی اور سیاسی سطح پر اقدامات کو وسعت دی گئی۔ ۱۱ فاٹا میں سیاسی سرگرمیوں کے قوانین کے نفاذ کے بعد جہاں مختلف سیاسی جماعتوں نے قبائلی علاقوں میں اپنے جلسے اور اجتماعات سمیت تنظیم سازی کا سلسلہ شروع کیا وہاں صوبے کے

گورنر کیساتھ گورنر ہاؤس میں بھی فاٹا کے سیاسی جماعتوں کے نمائندوں نے ملاقاتوں اور سرگرمیوں کا سلسلہ شروع کیا اور تاریخ میں پہلی بار قبائلی علاقہ جات سے مختلف سیاسی پارٹیوں کے وفود نے گورنر ہاؤس میں سابق گورنر بیرسٹر مسعود کوثر سے ملاقاتیں کیں۔**۱۲**

فرنٹیئر کرائمز امینڈمنٹ ریگولیشن ۲۰۱۱ء

پولیٹکل پارٹیز آرڈر ۲۰۰۲ء کی توسیع کیساتھ فرنٹیئر کرائمز ریگولیشن میں چند ایک اہم ترامیم اگست ۲۰۱۱ء میں بروئے کار لائے گئے۔ فاٹا میں ڈیڑھ سو سال پرانے فرنٹیئر کرائمز ریگولیشن میں ترامیم کی بدولت قبائلی علاقوں سے تعلق رکھنے والے پاکستانی شہریوں کو پہلی بار پولیٹکل ایجنٹ کے فیصلوں کے خلاف اپیل کا حق دیدیا گیا۔ سابق صدر آصف علی زرداری کے یہ دونوں اقدامات انقلابی حیثیت رکھتے ہیں۔ پولیٹکل پارٹیز آرڈر کی فاٹا تک توسیع سے پاکستان کی سیاسی جماعتوں کو قبائلی علاقوں میں سیاسی جدوجہد کرنیکی آزادی حاصل ہو گئی۔ دوسری جانب قبائلی علاقوں کے سیاسی رہنما اور سیاسی کارکن بھی ملک بھر میں سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لے سکیں گے۔ قبائلی علاقوں کے لوگوں کو کس قدر بنیادی انسانی حقوق سے محروم کیا جا چکا تھا۔ اس کا اندازہ ایف سی آر میں کئے جانے والی مندرجہ ذیل ترامیم سے لگایا جا سکتا ہے۔ وہ ترامیم یہ ہیں کہ خواتین، بچوں اور ۶۵ سال سے زیادہ عمر کے افراد کو اجتماعی ذمہ داری کے تصور کے تحت گرفتار نہیں کیا جا سکے گا، فاٹا میں رہنے والے عوام کو پہلی بار یہ حق دیا جا رہا ہے کہ وہ پولیٹکل ایجنٹ کے فیصلوں کے خلاف اپیل کر سکیں گے، ملزم کو دیوانی یا فوجداری مقدمات میں ناجائز سزا دیئے جانے کی صورت میں زرتلافی کیلئے دعویٰ کرنے کا حق دیدیا گیا، اور پولیٹکل ایجنٹوں کو دی جانے والی رقوم کا آڈٹ، آڈیٹر جنرل آف پاکستان کریں گے۔**۱۳**

ان ترامیم کی بدولت نہ صرف دہشتگردی کے خلاف جنگ میں مدد ملے گی بلکہ ان دہشتگردوں اور انتہا پسندوں کو بھی معاشرے سے باہر نکالا جا سکے گا جو قبائلی عوام کو گمراہ کرتے ہیں اور قبائلی عوام کی زندگی کیلئے بہت بڑا خطرہ ہیں۔ فاٹا میں ان اصلاحات سے ملزم کو ماضی کے برعکس ضمانت کا حق حاصل ہو گا اور گرفتاری کے ۲۴ گھنٹے کے اندر ملزم کو

مجاز حکام کے سامنے پیش کرنا لازمی ہو گا۔ پولیٹکل ایجنٹ مکان مسمار کرنے کا حکم نہیں دے سکے گا۔ کمشنر کے فیصلوں کے خلاف مقدمات کی سماعت کیلئے فاٹا ٹریبونل کا قیام عمل میں لایا جائے گا اور اس ٹریبونل کے اراکین وہ ہونگے جو ہائیکورٹ کا جج بننے کی اہلیت رکھتے ہوں اور قبائلی رسم و رواج سے بخوبی واقف ہوں۔[۱۴] مذکورہ بالا اقدامات فاٹا میں عوام کے بنیادی انسانی حقوق کی جانب ایک اہم پیش رفت ثابت ہو گی۔ فاٹا ٹریبونل کا ساخت درجہ ذیل خاکہ سے واضح ہوتا ہے۔

فاٹا میں اصلاحات کیلئے گزشتہ کاوشوں کا تاریخی پس منظر کا مشاہدہ کرنے کے بعد اب درج ذیل سطور میں موجودہ اصلاحاتی کوششوں کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

فاٹا اصلاحاتی کمیٹی ۲۰۱۶ء

نومبر ۲۰۱۵ء میں وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے اپنے مشیر برائے امور خارجہ سرتاج عزیز کی سربراہی میں فاٹا کے مستقبل کے بارے میں تجاویز پیش کرنے کیلئے پانچ رُکنی اصلاحاتی کمیٹی قائم کی۔ اس کمیٹی کے اراکین ظفر اقبال جھگڑا (گورنرخیبرپختونخوا)، جنرل ریٹائرڈ عبدالقادر بلوچ (وزیر برائے سیفرن)، زاہد حامد(وزیر قانون)، جنرل ریٹائرڈ ناصر خان جنجوعہ (مشیر برائے قومی سلامتی)، اور محمد شہزاد ارباب (سیکرٹری سیفرن) تھیں جبکہ سرتاج عزیز اس کمیٹی کے چیئر مین مقرر ہوئے۔[۱۵]

مذکورہ بالا اصلاحاتی کمیٹی نے قبائلی علاقہ جات کا دورہ کرتے ہوئے قبائلی عمائدین، سرکاری اورغیر سرکاری ذمہ داران سے ملاقاتیں کیں اور ۹ مہینے کی تگ و دو، صلاح مشوروں اور سوچ بچار کے بعد انتہائی باریک بینی سے تمام حالات و عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے فاٹا کو قومی دھارے میں شامل کرنے کے حوالے سے سفارشات حکومت کے سامنے رکھ دیئے۔[۱۶] کمیٹی کی تجاویز کے چیدہ چیدہ نکات درجہ ذیل ہیں:

☆ کابینہ کی منظوری کے بعد فاٹا کو ۵ برس میں مکمل طور پر خیبر پختونخوا میں ضم کیا جائے گا۔[۱۷]

☆ فاٹا اصلاحات کے تحت ایف سی آر (فرنٹیئر کرائمز ریگولیشنز) کا خاتمہ کر کے قبائلی

علاقوں میں ''رواج ایکٹ''[۱۸] نافذ کیا جائے گا۔

- ☆ فاٹا میں فیصلے مجوزہ رواج ایکٹ کے تحت کئے جائیں گے، مقدمات کی سماعت کیلئے مقامی عمائدین پر مشتمل جرگہ تشکیل دیا جائے گا۔
- ☆ ۲۰۱۸ء کے عام انتخابات میں قبائلی علاقوں کے لوگ صوبائی اور قومی اسمبلی کیلئے اپنے نمائندے منتخب کر سکیں گے۔ ان نشستوں کیلئے آئین میں ترمیمی بل پیش کیا جائے گا۔
- ☆ تمام آئی ڈی پیز (IDPs) کی واپسی ۳۰ اپریل ۲۰۱۷ء تک اور تعمیر نو کی سرگرمیاں ۲۰۱۸ء تک مکمل کی جائیں گی۔
- ☆ سپریم کورٹ اور پشاور ہائی کورٹ کا دائرہ کار فاٹا تک بڑھایا جائے گا۔
- ☆ فاٹا میں تمام سرکاری عہدوں کو اپ گریڈ کر کے خیبر پختونخوا کے برابر لایا جائے گا۔
- ☆ فاٹا کیلئے ۱۰ سالہ سماجی، اقتصادی و ترقیاتی منصوبے کی تیاری کی غرض سے اعلیٰ سطحی کمیٹی ۳۰ اپریل ۲۰۱۷ء تک تشکیل دی جائے گی۔
- ☆ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کو فاٹا تک توسیع دی جائے گی۔
- ☆ قبائلی طلباء کیلئے تعلیمی اداروں اور میڈیکل کالجز میں کوٹے کو دوگنا کر دیا جائے گا۔
- ☆ فاٹا اصلاحات پر عمل درآمد کیلئے ڈائریکٹوریٹ قائم کیا جائے گا۔
- ☆ اصلاحات کے تحت این ایف سی ایوارڈ میں فاٹا کیلئے ۳ فیصد حصہ مختص کیا جائے گا۔ یہ موجودہ ۲۱ ارب روپے کے پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام کے علاوہ ہونگے۔
- ☆ لیویز میں مزید ۲۰ ہزار مقامی افراد بھرتی کئے جائیں گے، ۵ سال کے بعد صوبائی حکومت اس بات کی مجاز ہو گی کہ وہ لیویز کو پولیس کے محکمے میں ضم کرے یا لیویز کے طور پر ہی برقرار رکھے۔
- ☆ فاٹا ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے اختیارات میں اضافے کی بھی سفارش کی گئی ہے۔
- ☆ ترقیاتی و انتظامی امور کی عملداری و نگرانی کیلئے ارکان قومی اسمبلی اور سینیٹرز پر مشتمل کمیٹی گورنر خیبرپختونخوا کی معاونت کرے گی۔

☆ درآمدات و برآمدات میں پرمٹ اور راہداری سسٹم ختم کر دیا جائے گا۔
☆ فاٹا کو سی پیک سے منسلک کرنے کے طریقے تلاش کئے جائیں گے۔
☆ سٹیٹ بینک سے کہا جائے گا کہ فاٹا میں زیادہ سے زیادہ شاخیں کھلوانے کے لئے بینکوں کو ہدایات جاری کریں۔
☆ اصلاحات نافذ کرنے والی کمیٹی میں وزیراعلیٰ خیبر پختونخوا کو بھی شامل کیا جائے گا۔
☆ جماعتی بنیادوں پر مقامی حکومتوں کے انتخابات ۲۰۱۸ء کے فوری بعد منعقد کئے جائیں گے۔
☆ آڈیٹر جنرل آف پاکستان، نیب اور ایف آئی اے کو فاٹا کے بجٹ رسائی دی جائے گی۔
☆ فاٹا میں زمینوں کا ریکارڈ مرتب کرنے کے لئے جدید نظام اختیار کیاجائے گا۔[19]

یہ امر قابل ستائش ہے کہ یہ سفارشات پہلے کئی ایک سفارشات کی طرح محض زبانی جمع خرچ اور قانونی نکات پر مشتمل نہیں ہیں۔ اس میں نہ صرف ۱۹۷۶ء کی نصیر بابر کمیٹی سے لیکر ۲۰۱۵ء تک تمام تبدیلیوں مختلف کمیٹیوں کی سفارشات کا احاطہ کیا گیا ہے بلکہ ان سفارشات کو روبہ عمل لانے کے لئے ایک باقاعدہ ٹائم فریم اور ذمہ دار اداروں کے قیام کی بھی سفارش کی گئی ہے۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ موجودہ کمیٹی کے ان سفارشات پر تنقید بھی سامنے آ رہی ہے جو کہ اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہے۔

اس بات پر اعتراض کی جا رہی ہے کہ کمیٹی نے فاٹا کو قومی دھارے میں لانے کیلئے پانچ سال کا عرصہ کیوں تجویز کیا ہے۔ حالات و واقعات کے تناظر میں اس فیصلے پر فوراً عمل درآمد ہونا چاہیے۔[20]

وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات (فاٹا) مسلم اکثریتی علاقہ ہے مگر یہاں ۳۰ ہزار کے لگ بھگ ہندو، مسیحی اور سکھ کئی دہائیوں سے مسلمانوں کے شانہ بشانہ زندگی گزار رہے ہیں، جو انتخابات میں اپنا ووٹ ڈالتے ہیں۔ ان مذہبی اقلیتوں کو بھی فاٹا اصلاحات میں اتنی ہی دلچسپی ہے جتنی وہاں کے مسلم قبائل کو ہے۔ فاٹا کی ہر ایجنسی میں ۳ سے ۷

ہزار سکھ، ہندو اور مسیحی شامل ہیں۔ ''فاٹا اصلاحات'' پر مشاورت نہ کرنے پر انہیں تشویش ہے۔ وہاں کی اقلیتی برادری بھی ایف سی آر پر کسی بھی فیصلے سے یکساں طور پر متاثر ہوتی آ رہی ہے۔ مجوزہ رواج ایکٹ میں ان کے تحفظات کا خیال رکھا جائے گا یا نہیں، یہ بھی ایک سوالیہ نشان ہے۔ یہ برادری فاٹا کو خیبر پختونخوا میں ضم کرنے کے حق میں ہے کیونکہ اس سے انہیں انتخابات میں نمائندگی کا حق ملے گا۔ مجوزہ رواج ایکٹ میں جرگہ سسٹم کا عملی کردار بڑھایا جائے گا۔ انتظامیہ، مذہبی اقلیتوں کو اہم جرگہ (کونسل کا اجلاس) میں بھی مدعو نہیں کرتی۔ تمام مذہبی اقلیتیں، جرگہ میں مستقل رکنیت کا مطالبہ کر رہی ہے۔ فاٹا کی ہندو برادری کو قومی شناخت (شناختی کارڈ) نہ ہونے کی وجہ سے اپنے قبیلوں کی تفصیل بھی معلوم نہیں۔ انہیں جرگہ میں نمائندگی کیلئے نہ بلانے کی یہ بھی ایک وجہ ہے۔

ایک اندازے کے مطابق فاٹا میں ۵۰ فیصد آبادی خواتین کی ہے جنہیں ''فاٹا اصلاحات'' میں نظر انداز کیا گیا ہے۔ فاٹا کو ایک الگ صوبہ بنانے یا خیبر پختونخوا میں ضم کیے جانے کے علاوہ کئی دوسرے نکات پر خواتین نے تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ تمام ایجنسیوں کی خواتین نے فاٹا اصلاحات پر ایک ''خواتین جرگہ'' کا انعقاد کیا گیا تھا کہ کیا ان اصلاحات سے خواتین کے حوالے سے ''چغہ ژغ''، سوارہ اور دیگر غیر انسانی روایات کا خاتمہ ہوگا؟ اس جرگہ میں حکومت کی اصلاحاتی کمیٹی اور ان کی پیش کردہ اصلاحات کو کڑی تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ خواتین جرگہ نے کمیٹی کے سربراہ سرتاج عزیز کو اپنے مطالبات سے آگاہ کیا گیا تھا کہ ''ایف سی آر کو ختم کر کے خواتین کو تحفظ فراہم کریں''۔

اصلاحاتی کمیٹی میں خواتین کو نمائندگی نہ دینے پر خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک ناقابل برداشت قرار دیا گیا۔ خواتین جرگہ کا آخری اور اہم مطالبہ یہ تھا کہ فاٹا کو خیبر پختونخوا میں ضم کر کے انہیں آبادی کے تناسب سے اسمبلی میں نمائندگی دی جائے ۔ مجوزہ رواج ایکٹ کے حوالے سے خواتین نے بہت سے خدشات اور سوالات قبائلی عمائدین کے سامنے رکھے جس میں قبائلی علاقوں میں خواتین مخالف روایات جیسا کہ ''چغہ ژغ''، سوارہ اور غگ (ژاغ) کے خلاف تحفظ کیلئے رواج ایکٹ میں کیا اقدامات تجویز کئے گئے ہیں؟

فرنٹیئر کرائمنر ریگولیشن میں کی گئی ترامیم میں بھی خواتین کو تحفظ نہیں دیا گیا۔ قبائلی خاتون انصاف کے حصول کیلئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے کا اختیار بھی نہیں رکھتی۔ انصاف کیلئے خواتین کو جرگہ سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔ جو خواتین کے حقوق کے متعلق ہمیشہ سے متعصّبانہ رویہ رکھتے ہیں۔ یاد رہے کہ فاٹا میں موجود سیاسی جماعتوں میں ایک بھی خواتین ونگ نہیں ہے اسی لئے فاٹا سے قومی اسمبلی اور سینیٹ میں ایک بھی خاتون موجود نہیں ہے۔

حوالہ جات

۱۔ افضال ریحان، ''فاٹا میں نئے دور کا تاریخی آغاز''، روزنامہ *جنگ*، راولپنڈی، ۵ مارچ۲۰۱۷ء

۲۔ سرفراز خان اور الطاف اللہ، ''فاٹا کا انتظامی ڈھانچہ اور اس کی خصوصیات''، *مجلّہ تاریخ و ثقافت پاکستان*، اپریل-ستمبر ۲۰۱۶ء، ص ص ۸-۹۔

۳۔ سہیل وڑائچ، ''فاٹا تاریخ سے رواج تک''، روزنامہ *دنیا*، ۱۴ مارچ ۲۰۱۷ء۔

۴۔ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے ۱۹۷۶ء میں قبائلی علاقوں کے مستقبل کا فیصلہ کرنے اور اصلاحات لانے کیلئے صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخوا) کے گورنر جنرل ریٹائرڈ نصیراللہ خان بابر کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی اس کمیٹی میں ڈاکٹر مبشر حسن، حفیظ پیرزادہ اور رفیع رضا شامل تھیں۔ خالد بھٹی، ''کہیں پھر سے دیر نہ ہو جائے؟'' روزنامہ *دنیا*، اسلام آباد، ۱۴ مارچ ۲۰۱۷ء اور
Government of Pakistan, Report of he Committee on FATA Reforms 2016, p. 23.

5. Altaf Ullah, "Reforms in Fedral Administered Tribal Areas (FATA): Implications for Pakistan and Afghanistan", Ph.D. Thesis, Area Study Centre, University of Peshawar, 2014, p. 79.

۶۔ قیوم نظامی، ''قبائلی علاقوں کی مختصر تاریخ''، روزنامہ *جناح*، اسلام آباد، ۱۸ فروری ۲۰۰۹ء

۷۔ شاہ نواز مہمند، ''قبائلی علاقوں میں ایجنسی کونسل کا قیام''، روزنامہ *جنگ*، راولپنڈی، ۸ دسمبر ۲۰۰۴ء، اور حبیب ملک اورکزئی، ''قبائلی علاقوں میں بلدیاتی نظام اور سماجی صورتِ حال''، روزنامہ *پاکستان*، اسلام آباد۳۰ اگست ۲۰۰۵ء۔

8. Government of Pakistan, Report of the Committee on FATA Reforms 2016, p. 24.

۹۔ رشید احمد خان، ''فاٹا اصلاحات: عمل درآمد کب ہو گا؟''، روزنامہ *دنیا*، اسلام آباد، ۱۴ فروری ۲۰۱۷ء،

10. Altaf Ullah, "Reforms in Fedral Administered Tribal Areas", p. 75.

۱۱۔ سلطان صدیقی، ''فاٹا میں سیاسی سرگرمیوں کی اجازت سے قبائلی عوام میں مثبت اور خوشگوار تبدیلی آئے گی''، روزنامہ *جنگ*، راولپنڈی ، ۱۷ نومبر ۲۰۱۱ء۔

۱۲۔ ایضاً۔

۱۳۔ ضیاء الحق سرحدی، ''ایف سی آر ترمیم: کیا واقعی قبائلیوں کو حق ملنے والا ہے؟''، روزنامہ *جناح*، اسلام آباد، ۳۰ اگست ۲۰۱۱ء۔

۱۴۔ موسیٰ رضا، ''فاٹا اصلاحات: ماضی اور حال''، روزنامہ *نوائے وقت*، راولپنڈی، ۱۹ اگست ۲۰۱۱ء۔

۱۵۔ سابق گورنر خیبر پختونخوا سردار مہتاب احمد خان، فروری ۲۰۱۶ء تک اس کمیٹی کے ممبر تھے۔ افضال ریحان، '' فاٹا میں نئے دور کا تاریخی آغاز''، روزنامہ *جنگ*، راولپنڈی، ۵ مارچ ۲۰۱۶ء اور رشید احمد خان ''فاٹا اصلاحات: عمل درآمد کب ہو گا؟''، روزنامہ *دنیا*، اسلام آباد ۱۴ فروری ۲۰۱۷ء۔

۱۶۔ شمس مومند، ''ایف سی آر۔نومور۔شکریہ فاٹا کمیٹی''، روزنامہ *اوصاف*، اسلام آباد، ۳۱ اگست ۲۰۱۶ء اور افضال ریحان، ''فاٹا میں نئے دور کا تاریخی آغاز''، روزنامہ *جنگ*، راولپنڈی، ۵ مارچ ۲۰۱۷ء اور رشید احمد خان، ''فاٹا اصلاحات: عمل درآمد کب ہوگا ؟'' روزنامہ *دنیا*، اسلام آباد، ۱۴ فروری ۲۰۱۷ء۔

۱۷۔ ''فاٹا: تب اور اب- فاٹا اور ایف سی آر کی ۱۷۰ سالہ تاریخ اور بدلتے قوانین پر تحقیقات رپورٹ''، اشاعت خاص، روزنامہ *دنیا*، اسلام آباد، ۱۴ مارچ ۲۰۱۷ء۔

۱۸۔ رواج ایکٹ کے اہم گوشے درجہ ذیل ہیں،ایضاً۔

☆ فاٹا کے تمام علاقوں کو سپریم کورٹ اور پشاور ہائیکورٹ کے دائرہ کار میں لایا جائے گا۔

☆ رواج ایکٹ میں جرگہ کو جدید قانونی ڈھانچے کے مطابق بنایا جائے گا۔ جرگے کو ''جیوری'' کی طرز پر استوار کیا جائے گا تا کہ اس فیصلے جدید قانونی تقاضے بھی پورے کرتے ہیں۔

☆ مجوزہ ''رواج ایکٹ'' کی منظوری کے بعد جدید قانونی ڈھانچے میں جرگہ حیثیت

تسلیم کرلی جائے گی۔ جرگہ کے فیصلے عدالتی معیار پر بھی پورے اترتے ہوں گے۔

☆ اگر کسی فریق نے رجوع کیا تو سپریم کورٹ جرگے کے فیصلے پر سماعت کرے گی اور حقائق کے مطابق فیصلہ دے گی۔

☆ مجوزہ ''رواج ایکٹ'' میں ''اجتماعی سزا'' کے تصور کو ختم کر دیا جائے گا۔ ''اجتماعی سزا'' ایک ایسی سزا ہے جو فیصلہ غلط ہونے کی صورت میں پورے جرگے کو دی جاتی ہے، اس سزا کو ختم کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

☆ مجوزہ ''رواج ایکٹ'' کی منظوری کے بعد بعض شقوں کو مرحلہ وار نافذ کیا جائے گا۔

☆ مجوزہ ''رواج ایکٹ'' کی منظوری کے بعد بعض شقوں کو مرحلہ وار نافذ کیا جائے گا۔

☆ مجوزہ ''رواج ایکٹ'' میں پولیٹکل ایجنٹ کے اختیارات کم کرنے کی تجویز بھی شامل ہے۔

☆ فاٹا میں پولیٹکل ایجنٹ ہی جرگہ کو تشکیل دیتا ہے اور جرگہ بلانے کے زیادہ اختیارات پولیٹکل ایجنٹ کے پاس ہوتے ہیں۔

۱۹۔ ایضاً۔

۲۰۔ عثمان دموہی، ''فاٹا کا انضمام: سیاست یا حقیقت''، روزنامہ *ایکسپریس*، اسلام آباد، ۱۲ مارچ ۲۰۱۷ء۔